السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اگر کوئی شخص قربانی کےلیے جانور خریدے جانور خریدنے کے بعد اس کے اندر عیب پیدا ہوجائے مثلاً اس کی ٹانگ ٹوٹ جائے یا کانا ہوجائے تو ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیے ۔ یا وہی جانور قربان کر دیا جائے ۔ قرآن وحدیث آثار صحابہ اور اجماع امت کی روشنی میں جواب ارشاد فرمائیں اور یہ بھی وضاحت فرمائیں ۔ کہ کیا اہلحدیث اجماع امت اور اجتہاد شرعی کے قائل ہیں ۔ اجماع واجتہاد کا حجت ہونا کس دلیل سے ثابت ہے ؟ جواب مفصل تحریر فرمائیں ۔ خرم ارشاد محمدی گجرات))

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

یہ بات بالکل صحیح ہے کہ کانے یا لنگڑے جانور کی قربانی جائز نہیں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"أَرْبَعَةٌ لَا يَجْزِينَ فِي الْأَضَاحِيِّ : الْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا ، وَالْمَرِيضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا ، وَالْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ظَلْعُهَا ، وَالْكَسِيرَةُ الَّتِي لَا تُنْقِي"

چار جانوروں کی قربانی جائز نہیں ہے واضح طور پر کانا واضح طور پر بیمار ، صاف طور پر لنگڑا اور اتنا کمزور جانور کہ اس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو ۔

(سنن ابی داود 2802 ، وسندہ صحیح وصححہ الترمذی : 1497 ، وابن خزیمہ : 2912 وابن حبان : 1046 ، 1047 ، وابن الجارود 907 ، 481 والحاکم 1/467 دوافقہ الذہبی)

یہ اس حالت میں ہے جب قربانی کےلیے جانور خریدا جائے ۔

اگر ان عیوب سے صاف ستھرا جانور برائے قربانی خریدا گیا ہو اور بعد میں اس میں کوئی عیب پیدا ہوجائے تو اس کے بارے میں سیدنا عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ۔

"ان کان اصابها بعد ما اشتريتموها فأمضوها وان کان اصابها بل أن تشتروها فأبدلوها"

اگر یہ نقص و عیب تمھارے خریدنے کے بعد واقع ہوا ہے تو اس کی قربانی کر لو اور اگر یہ نقص وعیب تمھارے خریدنے سے پہلے واقع ہوا تھا تو اس جانور کو بدل لو یعنی دوسرے جانور کی قربانی کرو ۔ (السنن الکبریٰ ج9 ص289 وسندہ صحیح)"

اہل سنت کے مشہور ثقہ امام اور جلیل القدر تابعی امام ابن شہاب الزہری رحمة اللہ علیہ فرماتے ہیں :

(اگر کوئی شخص قربانی کا جانور خریدے پھر وہ اس کے پاس بیمار ہوجائے تو اس جانور کی قربانی جائز ہے ۔" (مصنف عبدلرزاق 4/386 ح8161 وسندہ صحیح ، دوسرا نسخہ : 8192"

خلاصہ یہ کہ صورت مسئولہ میں قربانی والے جانور کی قربانی جائز ہے ۔

الحمدللہ اہل حدیث اجماع امت کے حجت ہونے اور اجتہاد شرعی کے جائز ہونے کے قائل ہیں ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي أَوْ قَالَ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللَّهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ"

(اللہ میری امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور اللہ کا ہاتھ جماعت (یعنی اجماع) پر ہے ۔ (المستدرک للحاکم ج1 ص116 ح299 وسندہ صحیح

اس حدیث سے حاکم نیشاپوری نے اجماع کے حجت ہونے پر استدلال کیا ہے ۔

سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قاضی شریح رحمة اللہ علیہ کی طرف لکھ کر بھیجا تھا اگر کتاب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں بھی نہ ملے تو دیکھنا کہ کس بات پر لوگوں کا اجماع ہے پھر اسے لے لینا ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج7 ص240 ح22980 الدارمی 169 ، ماہنامہ الحدیث حضرو : 37 ص48)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا :

"فَمَا رَأَى الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ ، وَمَا رَأَوْا سَيِّئًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ سَيِّئٌ"

(تمام مسلمان جسے اچھا سمجھیں تو وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے اور جسے تمام مسلمان برا سمجھیں تو وہ اللہ کے نزدیک بھی برا ہے۔ (المستدرک للحاکم 3/78 ح 4465) وسندہ حسن و صححہ الحاکم ووافقہ الذہبی"

سیدنا ابو مسعود عقبہ بن عمرو الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

" علیکم بتقوی اللہ، وہذہ الجماعۃ، فإن اللہ لا یجمع أمۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی ضلالۃ"

(میں تجھے اللہ کے تقویٰ اور جماعت (اجماع) کے لازم پکڑنے کی وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ (الفقیہ والمتفقہ للخطیب 1/167، وسندہ صحیح"

(امام محمد بن ادریس الشافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب الرسالہ میں حجت اجماع پر دلائل ذکر کئے ہیں۔ دیکھئے ص 471۔476 فقرہ 1309 تا 1320

حافظ ابن حزم اندلسی اپنے غرائب وشذوذ کے باوجود اعلان فرماتے ہیں:

"أن الإجماع من علماء أہل الإسلام حجۃ وحق مقطوع بہ فی دین اللہ عزوجل"

(علمائے اہل اسلام کا اجماع حجت اور اللہ کے دین میں قطعی حق ہے۔ (الاحکام فی اصول الاحکام جلد اول حصہ چہارم ص 525

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور ثقہ استاذ امام ابو عبید القاسم بن سلام فرماتے ہیں۔

"الا ان یوجد علمہ فی کتاب اوسنۃ او اجماع"

(سوائے یہ کہ اس کا علم کتاب (قرآن) یا سنت (حدیث) یا اجماع میں پایا جائے۔ (کتاب الطہور للامام ابی عبید ص 124 قبل ح 335

اس طرح کے بے شمار حوالے کتب حدیث وغیرہ میں مذکور ہیں۔ برصغیر کے اہل حدیث علماء بھی اجماع کو حجت تسلیم کرتے ہیں مثلاً سید نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد حافظ عبداللہ غازیپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"واضح رہے کہ ہمارے مذہب کا اصل الاصول صرف اتباع کتاب وسنت ہے۔"

"اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ اہل حدیث کو اجماع امت وقیاس شرعی سے انکار ہے۔ کیونکہ جب یہ دونوں کتاب وسنت سے ثابت ہیں تو کتاب وسنت کے ماننے میں ان کا ماننا آگیا۔"

(ابراء اہل حدیث والقرآن باب اہل حدیث کے اصول وعقائد ص 32)

معلوم ہوا کہ اہل حدیث کے نزدیک ہر دور میں امت مسلمہ کا اجماع شرعی حجت ہے۔ اجتہاد کا جواز کئی احادیث سے ثابت ہے مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کی ایک جماعت کو حکم دیا۔

"لا یصلین أحد العصر إلا فی بنی قریظۃ"

" بنو قریظہ کے پاس پہنچنے سے پہلے عصر کی نماز کوئی نہ پڑھے"

(صحابہ کی ایک جماعت نے (اجتہاد کرتے ہوئے) راستے میں نماز پڑھ لی اور دوسرے گروہ نے بنو قریظہ جا کر ہی نماز پڑھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو بھی برا نہیں کہا: (صحیح بخاری: 946 صحیح مسلم: 1770

معلوم ہوا کہ نص (واضح دلیل: قرآن حدیث اور اجماع) نہ ہونے یا نص کے فہم میں اختلاف ہونے کی صورت میں اجتہاد جائز ہے لیکن یہ اجتہاد عارضی اور وقتی ہوتا ہے اسے دائمی قانون کی حیثیت نہیں دی جا سکتی۔

اجتہاد کی کئی اقسام ہیں۔ مثلاً

1۔ آثار سلف صالحین کو ترجیح دینا۔

2۔ اولیٰ کو اختیار کرنا۔

3۔ قیاس کرنا (نص کے مقابلے میں ہر قیاس مردود ہے)

4۔ مصالح مرسلہ کا خیال رکھنا وغیرہ۔

بعض اہل تقلید دعوی تو یہ کرتے ہیں کہ ادلہ اربعہ چار ہیں یعنی قرآن، حدیث، اجماع اور اجتہاد لیکن یہ لوگ صرف اپنے خود ساختہ اور مزعوم امام کا اجتہاد ہی حجت سمجھتے ہیں اور اس کے علاوہ دوسرے تمام اماموں کے اجتہادات کو دیوار پر دے مارتے ہیں۔ مثلاً مدرسہ دیوبند کے بانی محمد قاسم نانوتوی صاحب نے ایک اہل حدیث عالم مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: "دوسرے یہ کہ میں مقلد امام ابو حنیفہ کا ہوں اس لیے میرے مقابلہ میں آپ جو قول بھی بطور معارضہ پیش کریں وہ امام ہی کا ہونا چاہیے۔ یہ بات مجھ پر حجت نہ ہوگی کہ شامہ نے یہ لکھا ہے اور صاحب درمختار نے یہ فرمایا ہے میں ان کا مقلد نہیں۔" (سوانح قاسمی ج 2 ص 22)

(محمود حسن دیوبندی صاحب لکھتے ہیں۔"لیکن سوائے امام اور کسی کے قول سے ہم پر حجت قائم کرنا بعید از عقل ہے۔"(ایضا حالادلہ ص276سطر نمبر19،20

احمد یار خان نعیمی بریلوی صاحب لکھتے ہیں۔

(کیونکہ حنفیوں کے دلائل یہ روایتیں نہیں ان کی دلیل صرف قول امام ہے۔(جاء الحق حصہ دوم ص9"

نعیمی صاحب مزید لکھتے ہیں۔"اب ایک فیصلہ کن جواب عرض کرتے ہیں۔وہ یہ ہے کہ ہمارے دلائل یہ روایات نہیں،ہماری اصل دلیل تو امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے ہم یہ آیت واحادیث مسائل کی تائید کے لیے پش کرتے ہیں۔احادیث یا آیات امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دلیلیں ہیں۔(جاء الحق حصہ دوم ص91

اہل حدیث کے نزدیک اس طرح کی تنگ نظری اور تقلید باطل ہے بلکہ مسائل اجتہادیہ میں جمہور سلف صالحین کو ترجیح دیتے ہوئے اجتہاد جائز ہے جو شخص اجتہاد نہیں کرتا وہ بھی قابل ملامت نہیں ہے لیکن ہم تو واضح دلیل نہ ہونے کی صورت میں اجتہاد اور اس کے جواز کے قائل ہیں۔وما علینا الا البلاغ۔(19/جون 2008ء)(الحدیث:52

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاوی علمیہ

جلد1۔اصول،تخریج اور تحقیقِ روایات-صفحہ653

محدث فتویٰ